یقین کا سفر
از قلم اقصیٰ حنان
IG/FB: Novelsclubb
www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

یقین کا سفر

از قلم

اقصیٰ خان

www.novelsclubb.com

قسط نمبر 13

سُرخ لہنگا پہنے، برائیڈل میک اپ کی ہوئے وہ حوریہ اور زوِش کے ہمراہ چلتی ہوئی سٹیج تک آرہی تھی۔ بُراق نے نظریں اُٹھا کر اُسے دیکھا اور پھر نظریں ہٹانا بھول گیا۔ وہ آج سے پہلے اُسے اتنی خوبصورت کبھی نہیں لگی تھی یوں جیسے جنّت خود چل کر اُس کے پاس آرہی ہو۔ سُرخ رنگ میں اُسے پُور پُور اپنے نام کے لیئے تیار دیکھ کر آج اُسے اُس سے نئے سرے سے محبّت ہو گئی تھی۔

بُراق کی مضبوط ہتھیلی پر ہاتھ رکھتے وہ دونوں ایک ساتھ سٹیج پر رکھے صوفے پر بیٹھ گئے۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر میں کھانے کا دور شروع ہوا اور اُس کے بعد تمام رسومات کرتے رخصتی کر دی گئی۔

وہ اس وقت بیڈ پر اپنا لہنگا پھیلائے پورے حق سے اُس کے کمرے میں بیٹھی تھی۔

بُراق روم کا دروازہ کھولے اندر آیا، سامنے اُسے پورے حق سے اپنے بیڈ پر بیٹھا دیکھ کر اُس کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے رقص کیا۔ آج اُسے اپنا کمرہ مکمل لگ رہا تھا۔

میری منہ دکھائی؟؟ اُس کے بیٹھتے ہی وہ اپنی ہتھیلی اُس کے سامنے کرتے اپنا حق مانگنے لگی۔

اوہ وہ تو میں بھول ہی گیا۔۔۔

تُم ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔

چلو کل لے لینا۔۔

ابھی چاہیئے مجھے ورنہ تُم روم سے باہر نکلو۔۔۔ اُس نے سیدھا دھمکی دی۔

تُم مجھے میرے روم سے باہر نکالو گی؟؟ بُراق نے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنوعی حیرت سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

جی بالکل۔۔۔

ظالم لڑکی۔۔۔اُس نے افسوس سے سر ہلایا۔

اچھا وہ سامنے جو الماری ہے نہ اُس میں ہے تمھاری منہ دکھائی۔۔۔۔ باقی تنگ کرنے کا ارادہ ترک کرتے بُراق نے الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اُس کا کیا بھروسہ وہ اُسے روم سے باہر نکال دے تو۔

ایک مشکوک نظر اُس پر ڈالتی وہ اپنا لہنگا اٹھائے الماری کے سامنے گئی الماری کھولتے اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی جہاں سامنے ہر رنگ کا حجاب ہینگ ہوا تھا شاید ہی اُس نے کوئی رنگ چھوڑا ہو۔

کیسا لگا گفٹ ؟اُس کے پیچھے کھڑے ہوتے بُراق نے پوچھا وہ یکدم پُر جوشی سے اُس کے گلے لگ گئی بُراق کے تمام لفظ لبوں پر ہی دم توڑ گئے۔

www.novelsclubb.com

تھینک یو سو مچھ۔۔۔جذبات کے ہاتھوں یر غمال ہوتی وہ اندازہ ہی نہ لگا سکی کہ اُس کی اس حرکت سے مقابل پر جذباتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ بُراق نے اُس کے گرد مضبوط حصار قائم کیا۔

شکریہ ہماری کہانی مکمل لکھنے کے لیئے۔۔۔اُس کی سر گوشی نما آواز اپنے کانوں کے قریب سنتے وہ پیچھے ہوئی تھی دماغ میں اچانک سے جھماکا ہوا اُس نے بے ساختہ اپنے ہاتھ میں گجرے کے نیچے پہنے بریسلٹ کو دیکھا اور پھر مشکوک نظروں سے بُراق کو دیکھا جو پُر اسرار مسکراہٹ کے ساتھ اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

تو وہ پارسل تُم نے بھیجا تھا؟؟

میرے علاوہ اور کون بھیج سکتا ہے؟کس کو اتنی قدر ہو گی تمھارے آنسوؤں کی ۔۔۔۔

تو مجھ پر کب سے نظر ہے تمھاری؟؟

پہلے دِن سے۔۔۔

مجھے لگا تُم لاہور جا کر مجھے بھول گئے۔۔۔اُس نے کچھ اُداس ہوتے ہوئے کہا۔

اگر تمھیں لگتا ہے کہ تمھارا میری نظروں سے اوجھل ہونے سے میں تمھیں بھول جاؤ گا تو یہ فقط تمھاری خام خیالی ہے، تُم میرے لاشعور کے حصار میں ہو۔

تو لاہور جانے کے بعد تُم نے مجھے یاد کیا تھا؟؟ آنکھوں میں خوشی لیئے اُس نے پوچھا

۔

یاد وہ آتے ہیں جو بُھلا دیئے جائیں اور میں تمھیں کبھی بُھلا ہی نہیں پایا۔ میں نہیں جانتا سیکنڈوں کے درمیان خالی جگہوں کو کیا کہتے ہیں لیکن میں اُن وقفوں میں بھی بس تمھارے بارے میں سوچتا تھا، نور میں نے کوئی کام مسلسل نہیں کیا سوائے تمھیں یاد کرنے کے۔اُس کے گرد حصار قائم کرتے بُراق نے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

تمھیں مجھ سے محبّت کب ہوئی تھی؟؟ تجسّس کے مارے وہ پوچھ بیٹھی،اُس کے پوچھنے پر بُراق کئی لمحے اُس کی آنکھوں میں محبّت سے دیکھتا رہا اور پھر بولا۔

جس دن لاؤنج میں زمین پر بیٹھے تمھاری آنکھوں میں پہلی بار آنسو دیکھے تھے تب۔ اُس دِن مجھے محسوس ہوا تھا کہ اِن آنکھوں میں ایسی کشش ہے کہ اگر ایک دفعہ میں نے اور دیکھ لیا تو کہیں اور دیکھنے قابل نہیں رہو گا کیوں کہ ان آنکھوں میں کچھ ایسا ہے کہ ڈوبنے کے بعد کنارہ لگنے کی چاہت نہیں رہتی اسی لیئے اُس کے بعد سے میں نے ان آنکھوں میں دیکھنے سے احتیاط برت لیا تھا لیکن پھر اُس دِن تمھارا نام کسی اور کے ساتھ سوچا تو اپنے اندر ایک خالی پن محسوس ہوا اُس دِن میں نے یہ جانا تھا کہ میں تمہیں کسی اور کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا کیوں کہ میں تُم سے محبّت کرتا ہوں اور تمہیں میرا نصیب بننا ہے۔۔۔۔وہ بولتا جا رہا تھا اور ماہنور اُس کی نیلی آنکھوں کو دیکھ رہی تھی وہ اتنی حسین آنکھیں لے کر کیسے کسی اور کی آنکھوں کا اسیر ہو سکتا تھا۔اُن نیلی آنکھوں میں آج کچھ ایسا تھا جو صدیوں کی مسافت طے کرنے کے بعد ملتا ہے۔

www.novelsclubb.com

اگر تُم اتنے پیار سے میری آنکھوں میں دیکھو گی تو میں ساری رات بنا پلک جھپکائے تمھیں دیکھ سکتا ہوں۔۔۔ازلی شوخ انداز

اگر میں تمھارا نصیب نہ بنتی تو؟؟

تُم کیسے میرا نصیب نہ بنتی میں نے خود خدا سے بات کی ہے،اُن سے تمھاری سفارش کارروائی ہے۔اُس کے گردن اکڑا کر کہنے پر وہ ہلکا سا سر نفی میں ہلاتے ہوئے مسکرائی اور پھر پیچھے ہٹتے ہوئے الماری سے آرام دہ کپڑے لیتے واشروم میں چلی گئی۔اُس کے جاتے ہی بُراق بھی اپنے کپڑے لیئے ڈریسنگ رُوم کی طرف بڑھ گیا۔

کپڑے چینج کرتے باہر آکر اپنے بیڈ پر نیم دراز ہوتے اُس نے آنکھیں موند لیں۔

کچھ لمحے بعد اپنے پاس ہلچل محسوس کرتے بُراق نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا جو سونے کی تیاری کر رہی تھی اُس کے لیٹنے سے پہلے ہی بُراق نے اُس کے سامنے اپنا بازو پھیلا دیا۔

اُس کے سیدھے پھیلائے گئے ہاتھ کو دیکھتے ماہنور نے اُسے دیکھا جو معصومیت سے اُسے دیکھ رہا تھا اُس کی بات کا مطلب سمجھتے وہ اُس کے قریب آتے اُس کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ بُراق کو یوں لگا جیسے اُس کے اندر اتنے وقت سے جلتی آگ پر کسی نے برف رکھ دی ہو۔اپنا پھیلائے گئے ہاتھ سے اُس کے گرد حصار قائم کرتے وہ خود بھی نیند کی وادیوں میں اُتر گیا۔نہ جانے کتنے دنوں بعد یہ راحت کے دِن نصیب ہوئے تھے۔

******

ہاسپٹل سے واپس آتے وہ گھر میں داخل ہوا،اُسے سامنے کوئی انسان نظر نہیں آیا تھا البتہ ڈرائنگ روم سے باتوں کی آواز آرہی تھی یعنی گھر کے تمام لوگ وہیں موجود ہیں۔ فریش ہونے کے لیئے اُس نے اپنے روم میں جانا چاہا جب کچن سے آتی زوِش کی آواز پر رکا تھا جو ملازمہ کو کام بتارہی تھی۔اپنے روم میں جانے کا ارادہ

ترک کرتے وہ کچن کی جانب آیا اُس کے اِشارہ کرنے پر ملازمہ کچن سے باہر چلی گئی

۔زاویار نے پیچھے سے جاتے اُسے اپنے حصار میں لیا۔

اپنے پاس کلون کی تیز خُوشبو اور اُس کے لمس کو محسوس کرتے وہ سمجھ چُکی تھی کہ

کون ہو سکتا ہے۔

زاویار نے اپنے ہاتھ میں پکڑا اسفید گلاب اُس کے سامنے کیا۔ سفید گلاب دیکھتے اُس

کی آنکھیں چمک گئی۔

تھینک یو۔۔۔اُس کے ہاتھوں سے پھول لیتے۔پلٹ کر اپنا رخ اُس کی طرف کیئے

وہ کھڑی ہوئی۔

ویسے تمھیں پتا ہے آج مجھے اِن پھولوں کی بہت یاد آرہی تھی۔۔۔

وہ کیوں؟؟

www.novelsclubb.com

کیوں کہ آج مجھے یونیورسٹی میں کسی لڑکی نے گلاب نہیں دیا۔۔۔زوِش نے افسردگی سے اُسے بتایا۔

اوہ یہ تو بہت دکھ کی بات ہے۔۔۔۔

ہاں نہ، ویسے تو روازنہ کوئی نہ کوئی لڑکی دیتی تھی آج پتا نہیں کیوں نہیں دیا۔۔۔

گلاب کی خوشبو کو اپنے اندر اُتارتے وہ اُسے بتاتی ہے۔

ہو سکتا ہے اب اُسے تمھیں چُھپ کر پھول بھجوانے کی ضرورت نہ پڑتی ہو۔۔۔

کیا؟؟اُس کی اتنی مدھم آواز میں بولنے پر وہ نہ سمجھی سے اُس سے پوچھتی ہے۔

کچھ نہیں، وہ دیکھو چائے گرنے والی ہے۔۔۔وہ اُس کا دھیان چولہے پر رکھی چائے کی طرف کرتا ہے جو گرنے والی تھی زوِش جلدی سے چولہے پر لگی آگ کو بند کرتے ہوئے دوبارہ اُس کی طرف مڑی۔

تُم کچھ کہہ رہے تھے۔۔۔

میں کہہ رہا تھا کہ تُم دُکھی نہیں ہو میں روزانہ خود تمھارے لیئے گلاب لے کر آیا کرو گا۔۔۔۔اپنی ہنسی دبائے اُس نے زوِش کے گال تھپتھپاتے اُسے بچکارا۔

اچھا تُم نے مجھے باتوں میں لگا دیا، ہٹو آگے سے میں نے سب کو چائے بھی دینی ہے ۔۔اپنا کام یاد آنے پر وہ اُسے کہتے ہوئے ساتھ میں ہی ملازمہ کو بھی آواز دیتی ہے جو کچن میں آجاتی ہے۔ملازمہ کے آتے ہی زاویار کچن سے باہر نکل گیا۔باہر آتے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ لیئے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

*****

وہ تینوں اس وقت کراچی کے ایک بڑے ریسٹورینٹ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔مصطفیٰ اور زاویار دونوں ہاسپٹل سے فارغ ہونے کے بعد یہاں آئے تھے جب کے بُراق کو آفس سے کال کر کے بلایا گیا تھا جو آج اُنہیں اپنی شادی کی دعوت دینے والا تھا۔

بُراق اُن دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا جو انجان بنتے ہوئے یہاں وہاں دیکھنے میں لگے ہوئے تھے۔

اس سے مہنگا ریسٹورینٹ نہیں ملا تُم دونوں کو؟؟

نہیں۔۔۔۔ مصطفیٰ نے جلدی سے سر نفی میں ہلایا۔

کیوں مجھ جیسے غریب انسان کو لوٹ رہے ہو یار۔

ہاں بیچارے کی کچھ گھنٹے کی کمائی آج بل دینے میں لگ جائے گی، کتنا نقصان ہوگا نہ اسے یار۔۔۔۔ زاویار نے اُس کی غریبی پر طنز کرتے ہوئے افسردگی سے مصطفیٰ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اللہ پوچھے گا تُم دونوں کو۔۔۔۔ سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے بُراق نے مینیو کارڈ احسان جتاتے ہوئے اُن کے سامنے رکھا

اللہ سب سے ہی پوچھے گا۔۔۔۔۔ مصطفیٰ نے اُس کے ہاتھ سے کارڈ لیتے ہوئے جواب دیا۔

www.novelsclubb.com

مصطفی مینیو کارڈ پر چُن چُن کر مہنگی ڈشز آرڈر کروا رہا تھا اور ہر ڈش کا آرڈر دیتے بُراق کو دیکھنا نہیں بھولتا تھا جو اُسے گھورنے میں مصروف تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو کبھی کوئی خوبصورت نوجوان نہیں دیکھا کیا۔۔۔اُس کے گھورنے پر وہ اُسے اور زچ کرنے لگا۔

سوچ رہا ہوں کتنی بڑی غلطی کر دی میں نے یہاں آ کر۔

اب غلطی کر ہی لی ہے تو بگتو بھی کیوں کہ میرا نام مصطفی زیدی ہے اتنی آسانی سے اپنا حق نہیں چھوڑتا۔وہ اُسے اور سلگانے لگا۔جس پر وہ صرف اُسے گھور ہی سکا۔

زاویار کا موبائل بجنے لگا اُس کا کوئی ارادہ نہیں تھا اس وقت کسی کی بھی کال اٹھانے کا اُس نے بیزاری سے موبائل دیکھا لیکن سامنے جگمگاتے نام کو پڑھتے اُس کے چہرے پر سے بیزاریت پل میں غائب ہوئی۔

ہیلو۔۔۔کال اٹھاتے ہی سامنے والے کی بے چین آواز سنائی دی۔

ہیلو۔۔۔

کہاں ہو؟؟لاؤنج میں پھولوں کے پاس چکر لگاتے ہوئے اُس نے پوچھا۔

ریسٹورینٹ میں ہوں، کسی کو لوٹنے کے ارادے سے۔ایک نظر بُراق کو دیکھتے ہوئے اُس نے جواب دیا، بُراق نے اب مصطفٰی سے نظریں ہٹا کر زاویار پر رکھ دیں

۔

کیوں میرے معصوم سے بھائی کو لوٹ رہے ہیں۔۔۔زاویار کا اشارہ سمجھتے ہوئے اُس نے بُراق کی سائڈلی۔

تمھارا یہ معصوم سا بھائی ایک وقت پر دو کمپنیز کو سنبھال رہا ہے،اتنا خرچہ تو کر ہی سکتا ہے نہ۔۔۔۔زاویار نے بھی اُسے بتانا ضروری سمجھا کہ اس انسان پر ترس نہیں کھایا جاسکتا۔زاویار کی بات وہ سر نفی میں ہلاتے ہنسی تھی۔

تُم نے کال کی تھی خیریت؟؟زاویار نے سنجیدگی سے پوچھا کہ شاید کوئی کام ہو۔

ہاں بس میں گھر میں بور ہو رہی تھی تبھی کال کر لی۔ پھولوں کو ہاتھ میں لیتے اُس نے اپنے کال کرنے کی وجہ بتائی۔

اچھا تو مجھے کال کر کے بوریت مٹائی جا رہی ہے۔۔۔ زاویار نے ایک نظر مصطفیٰ اور بُراق کو دیکھا جو دونوں ہی ایک دوسرے کو تنگ کرنے میں لگے ہوئے تھے۔

ہاں ماہنور کو کال کی تھی وہ راستے میں ہے تھوڑی دیر میں آ جائے گی گھر، تو میں نے سوچا تب تک کیوں نہ تمھیں تنگ کر لیا جائے۔

ہیلو بھابھی جی، ہم ہیں نہ ہمیں تنگ کر لیں۔۔۔۔ وہ کوئی جواب دیتا اس سے پہلے فون کے دوسری طرف سے مردانا آواز ابھری۔ مردانا آواز پر وہ یکلخت پلٹی۔

تُم یہاں کیا کر رہے ہو اور اندر کس نے آنے دیا تمھیں۔۔۔ زوِش کا لہجہ پل میں سپاٹ ہوا۔

وہ کیا ہے نہ مجھے پتا چلا کہ آپ کے ماموں مامی ہمارے گھر میں ہیں تو میں نے سوچا کیوں نہ میں جا کر آپ سے مل لوں۔ کچھ پُرانے حساب بھی تو برابر کرنے ہیں نہ۔

موبائل سے آتی اواز پر زاویار غصّے اور پریشانی میں اپنی جگہ سے کھڑا ہوا، اُس کے اس طرح کھڑے ہونے پر بُراق اور مصطفیٰ نے نہ سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور خود بھی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔

مجھے لگتا ہے پچھلی بار کا تھپڑ بھول گئے ہو تُم، اس لیئے دوبارہ آ گئے۔۔۔۔

یہی تو بھا بھی جی میں چاہتا ہوں آپ اپنے ان ملائم ہاتھوں سے مجھے چھوئیں۔۔۔

خباثت سے مسکرا کر کہتے وہ اُس کے قریب ہوا۔

دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔

ایسے کیسے، پہلے اپنے حساب تو برابر کر لوں۔۔۔ کمینی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے سعد نے اُس کی کلائی پکڑی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔موبائل سے آتی اُس کی آواز پر زاویار جلدی سے بھاگتے ہوئے ریسٹورینٹ سے باہر نکلا اُس کے پیچھے ہی بُراق اور مصطفیٰ بھی نکلے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا جب بُراق نے اُسے روکا۔

بھائی کیا ہوا ہے۔۔۔زاویار کے منہ سے الفاظ ادا نہ ہوئے اس لیئے اُس نے فون کا اسپیکر آن کر دیا جہاں سے زوِش کی آوازیں آ رہی تھیں جو خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔اُس کی آوازیں سنتے ہی بُراق اور مصطفیٰ بھی اپنی اپنی گاڑی کی طرف بڑھے اور ایک ہی چست میں وہ تینوں ریسٹورینٹ کی حدود پار کرتے مین روڈ پر تھے۔تینوں کی گاڑیاں آگے پیچھے تھی وہ تینوں ہی رّش ڈرائیونگ کرتے ٹریفک کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے تینوں کے سر پر اس وقت غصّہ پریشانی کی ملی جلی کیفیت تھی۔فون کے اسپیکر سے آتی زوِش کی آوازوں پر زاویار کا دل بیٹھا جا رہا تھا کہیں وہ اُس کے ساتھ کچھ غلط نہ کر دے۔نہیں ایسا نہیں ہو سکتا اُسے

www.novelsclubb.com

کچھ نہیں ہوگا، میں کچھ نہیں ہونے دونگا۔۔اپنی ہی سوچوں میں اُلجھتے ہوئے اُس نے گاڑی کی سپیڈ اور تیز کر دی۔

چھوڑو مجھے۔۔۔وہ خود کو مضبوط بنائے اپنی پوری طاقت لگائے اُس کے ہاتھ سے مسلسل اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جس نے مضبوطی سے اُسے پکڑا ہوا تھا۔

تُم نے مجھے تھپڑ مارا تھا نہ مجھے، دیکھو اب میں کیا کرتا ہوں تمھارے ساتھ۔۔۔۔

اُس کے چہرے پر دھاڑتے ہوئے اُس نے اُسے گھر کے اندر کی طرف گھسیٹا۔

میں کہتی ہوں چھوڑو مجھے، اگر مجھے کچھ ہوا زاویار تمھیں چھوڑے گا نہیں۔۔۔۔

میں تمھاری ایسی حالت کروگا کہ زاویار تمھیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گا۔۔۔۔

وہ کمینگی سے ہنسا۔

بہت ناز ہے نہ تمھیں اُس پر دیکھنا آج تمھاری حالت دیکھنے کے بعد وہ ایک منٹ نہیں لگائے گا تمھیں چھوڑنے میں۔۔۔الفاظ تھے یا پتھر سید ھا زوِش کے دل پر لگے تھے۔وہ جو کب سے مضبوط بنی تھی اچانک اُسے اپنے اندر کچھ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ہاں وہ چاہے جتنی مضبوط کیوں نہ ہو اس معاملے میں وہ کمزور پڑ گئی تھی،وہ پہلے بھی اپنے کردار پر لگے جھوٹے الزام کی وجہ سے ایک بار ٹھکرائی جا چکی تھی تو کیا اِس بار دوبارہ اُسے وہی رسوائی سہنی تھی۔اُس کے دماغ مفلوج ہونے لگا،وہ مسلسل خود کو اُس سے چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی جو اُسے گھر کے اندر کی طرف گھسیٹ رہا تھا۔

سڑک پر وہ تین گاڑیاں باقی پوری ٹریفک کو چیرتے ہوئے اوور سپیڈ میں جا رہیں تھیں۔اُن تینوں کے چہرے سپاٹ اور آنکھوں میں سُرخی تھی۔اور دماغ میں صرف ایک التجا کہ زوِش کو کچھ نہ ہو،وہ بلکل ٹھیک ہو۔

موبائل کے اسپیکر سے آتی آوازوں کے ساتھ زاویار کا دل بھی بند ہو چکا تھا۔ اگر اُسے کچھ ہوا تو وہ کبھی خود کو معاف نہیں کر سکے گا۔ کتنی مشکل سے وہ دوبارہ زندگی کی طرف لوٹی تھی، خوش رہنے لگی تھی۔ وہ ایک اور نقصان برداشت نہیں کر سکتی

۔

وہ اُسے گھسیٹتے ہوئے سیڑھیاں چڑھتے اپر لے جانے لگا وہ چیخ رہی تھی لیکن اُس کے آس پاس کوئی نہ تھا۔ آج اُسے شدّت سے افسوس ہوا کہ کیوں وہ ہر بار تمام ملازموں کو چھٹّی دے دیتی تھی۔ گھر کے باہر ایک گارڈ ہوتا تھا جس کو گھر کے اندر کی کوئی چیخ و پکار نہیں سنائی دیتی۔ موبائل بھی لاؤنج میں گر چُکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اُس کی مسلسل آوازوں سے تنگ آتے سعد نے اپنے سائڈ پر لگی پسٹل کو نکال کر اُس کے سر پر تان دی۔

چُپ ایک دم چُپ، ایک آواز اور نکلی تو اپنی جان سے جاؤ گی۔۔۔۔ وہ اچانک اپنے سر پر پسٹل دیکھ کر خاموش ہوئی تھی لیکن پھر چیخ کر بولی۔

ماردو مجھے مرنا قبول ہے لیکن اپنی عزت پر داغ نہیں۔۔۔وہ اس وقت کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی

مرنا تو ہے تمھیں لیکن اُس سے پہلے میں اپنے تھپڑ کا بدلہ تو لوں۔۔۔۔اپنی نیچ نظریں اُس کے سراپے پر ڈالتے وہ پھر سے اُسے گھسیٹنے لگا۔۔

سلطان مینشن کا مین گیٹ کُھلتے ہی وہ تینوں داخلی دروازے کو عبور کرتے بھاگتے ہوئے اندر آئے، سامنے اُس کے ہاتھ میں زوِش کا ہاتھ دیکھتے زاویار کی آنکھوں میں خون اُترا، ایک ہی چُست میں اُس کے سر پر پہنچتے زوِش کا ہاتھ اُس کے ہاتھ سے چھڑواتے اُس نے سعد کو اتنے زور سے پیچھے دھکیلا کہ وہ سیڑھیوں سے گرتے ہوئے نیچے حال میں مصطفیٰ اور بُراق کے پاؤں میں گرا۔ماہنور بھی اُن کے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوئی تھی اُس نے سارے معاملہ دیکھتے ہوئے بھاگ کر زوِش کو اپنے ساتھ لگایا۔زاویار کو دیکھتے زوِش کی سانس میں سانس آئی تھی جیسے کسی نے اُسے نئی زندگی بخش دی ہو۔

سعد تو یوں اچانک اُن تینوں کو دیکھ کر ڈر گیا اور اب اُسے اپنی موت اپنے قریب لگی تھی جب زاویار تیز تیز سیڑھیاں اُترتا اُس کے پاس آیا اور اُسے بنا سمجھنے کا موقع دیئے اُس پر مقوں کی برسات شروع کر دی۔اُس کی رگیں اُبھری ہوئی تھیں اور بال سارے ماتھے پر بکھر چکے تھے اور وہ لگاتار اُسے مارے جا رہا تھا۔

مصطفیٰ نے زاویار کو پکڑ کر پیچھے کیا جو اُسے چھوڑنے کے لیئے راضی نہیں تھا۔ مصطفیٰ کی مضبوط پکڑ میں بھی وہ اُس بھوکے شیر کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا جس کا شکار سامنے ہو اور کوئی اُسے اس سے دور کیے ہوئے ہو۔

زاویار کے دور ہوتے ہی کچھ لمحے سانس لینے کے بعد اُس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے آس پاس دیکھا جہاں تھوڑے ہی فاصلے پر اُسے پسٹل پڑی ہوئی نظر آئی، اُس نے اُن دونوں کے آپس میں لگے ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہلکا سا ہاتھ بڑھا کر پسٹل اٹھانے کی کوشش کی جسے ایک لمحے میں بُراق نے لات مارتے نہ کام کر دی لات اتنے زور سے لگی تھی کہ وہ کراہ کر رہ گیا، بُراق نے پسٹل اُٹھا کر زاویاز کی طرف

اچھالی۔اپنے منہ سے نکلتے خون کو صاف کرتے اُسے اور کوئی بہانہ نہ ملا تو اُس نے کراہ کر کہا۔

مجھے کیوں مار رہا ہے اپنی اس بیوی سے پوچھ جس نے مجھے یہاں بلایا تھا۔۔۔۔

یہاں زاویار کی بس ہوئی تھی، مصطفٰی نے بھی آزاد چھوڑ دیا اور سلطان مینشن میں گولی کی گونج اور سعد کی چیخ سنائی دی، ہر طرف خاموشی چھا گئی تھی، گولی اُس کے بازو پر لگی تھی۔

ماہنور اسے اوپر لے کر جاؤ۔۔۔اُس نے زوِش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا، ماہنور جلدی سے سر اثبات میں ہلاتی اُسے لے کر روم میں چلی گئی۔آنکھوں میں خون لیئے وہ سعد کے پاس پہنچا اور اُس کے گولی لگے ہوئے بازو کو پکڑ کر اتنے زور سے دبایا کہ سلطان مینشن میں اُس کی دردناک چیخیں عجیب منظر پیدا کر رہی تھیں۔

اسی ہاتھ سے تُم نے میری بیوی کو ہاتھ لگایا تھا نہ۔۔اُس کے لہجے میں جنونیت تھی جسے اُس کی چیخوں سے بھی کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

تمھارے ہمت کیسے ہوئی میرے ہی گھر میں گھس کر میری ہی بیوی پر الزام لگانے کی۔زاویار نے پسٹل اُس کے سر پر تانی،سعد زور زور سے سر نفی میں ہلانے لگا۔

میں تمھیں چھوڑ رہا ہوں تو صرف پھوپھو کی وجہ سے کیوں کہ وہ اس عمر میں اپنے جوان بیٹے کا جنازہ برداشت نہیں کر پائیں گی ورنہ اب تک میں تُم سے تمھاری سانسیں چھین لیتا،آئندہ غلطی سے بھی اپنی شکل نہ دکھانا مجھے۔

ایک ہی جھٹکے میں وہ اُسے چھوڑتے ہوئے پیچھے ہٹا اور لمبے ڈاگ بھرتے سیڑھیاں عبور کرتے اپر کی طرف چلا گیا۔

بُراق اور مصطفٰی نے ایک نظر زمین پر پڑے کراہتے ہوئے سعد کو دیکھا اور باہر سے گارڈ کو بلایا۔

سپاٹ چہرہ لیئے اُس نے دروازہ نوک کیا،دروازہ کُھلتے ہی ماہنور باہر نکل گئی، بکھرے بالوں اور تنی ہوئی رگوں کے ساتھ وہ اندر آیا،زوِش ہوا کی طرح آ کر اُس

سے لپٹ گئی، اُس کے ماتھے پر پڑے بل اور چہرے کے سرد تاثرات پل میں غائب ہوئے۔

میں نے اُسے نہیں بلایا تھا۔۔۔زاویار نے قرب سے آنکھیں بند کی تھیں، تو کیا وہ اُسے اپنا اتنا بھی اعتماد نہیں دے پایا کہ وہ اُسے کردار کی صفائی دے رہی تھی۔

ہمم۔۔۔۔یک لفظی جواب۔

تمھیں یہی لگتا ہے کہ میں نے اُسے بلایا تھا؟ اُس کے یک لفظی جواب پر زوِش نے چہرہ اٹھائے اُسے دیکھا۔

نہیں، میں جانتا ہوں تُم نے نہیں بلایا۔

تُم کیسے جانتے ہو؟؟

کیوں کہ میں تمہیں جانتا ہوں۔سادہ سا لہجہ لیکن بھرپور جواب، وہ دوبارہ اُس سے لپٹ گئی۔

کچھ لمحے بعد زاویار کو اپنی شرٹ پر نمی محسوس ہوئی اُس نے زوِش کا چہرہ سامنے کیا، جس کی آنکھوں کے کناروں پر موتی تھے۔

اُس کی وجہ سے اگر تمھاری آنکھ سے ایک اور آنسو نکلا تو میں اُسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں ڈالوں گا۔۔اُس کے آنسو اپنی اُنگلی کے پوروں سے چُنتے ہوئے زاویار نے سختی سے کہا۔

میں اُس کی وجہ سے نہیں تمھاری وجہ سے رو رہی ہوں۔۔۔زاویار کے ہاتھ رُکے تھے اُس نے حیرت سے اُسے دیکھا۔

میری وجہ سے کیوں؟

تُم ہو ہی اتنے اچھے۔۔۔۔لاڈ سے کہتی اُس نے اُس کے گرد اپنا نرم حصار بنایا۔

کوئی بھی اس قابل نہیں کہ تمھاری آنکھیں اُس کی وجہ سے بھیگیں،اور مجھے ہر اُس شخص سے نفرت ہے جس کی وجہ سے تمھاری آنکھوں میں آنسو آئیں چاہے وہ

میں خود کیوں نہ ہوں۔۔۔وہ اُسے بتا رہا تھا یا رونے سے منع کر رہا تھا وہ سمجھ نہ سکی لیکن یہ آنسو اُس کے شُکر کے آنسو تھے جو اُس کو ایسا ہمسفر ملا تھا، جو بنا کہے اُس کی ہر بات جان جاتا تھا، جو ہر جگہ اُس کی ڈھال بن جاتا، اُس پر اندھا اعتماد کرتا اور ہر اُس جگہ اُس کے کردار کی گواہی دیتا جہاں لوگ کردار کی صفائی مانگتے تھے۔

****

ڈنر ٹیبل پر بیٹھے آج سب ہی خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے زاویار کے کہنے پر کسی نے بھی دِن کا ہوا واقع گھر میں کسی کو نہیں بتایا تھا۔وہ بظاہر نارمل شو کروا رہے تھے لیکن اپنی اپنی جگہ وہ چاروں ہی ڈسٹرب تھے۔مہتاب صاحب نے ایک بے یقینی نظر اُن سب پر ڈالی وہ سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے ایسا کیسے ہو سکتا ہے

۔

اہم اہم۔۔۔گلا کھنکھارتے انہوں نے سب کی طرف دیکھا جس میں سے کسی نے بھی انہیں نوٹس نہیں کیا تھا۔

بُراق گلاس میں پانی ڈال کر دینا۔۔۔اپنے سامنے پانی رکھے ہونے کے باوجود انہوں نے بُراق سے کہا کہ کہیں اسی بہانے وہ کوئی بات کر لے۔ لیکن حد ہو گئی بُراق نے بنا کچھ پانی سے بھرا گلاس اُن کے سامنے رکھ دیا۔

چل کیا رہا ہے یہاں ؟۔۔۔تنگ آکر انہوں نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا اور پلیٹ سے ہاتھ اُٹھا کر پیچھے ہو کر بیٹھ گئے۔

کیا ہوا ڈیڈ۔۔۔۔۔عائشے نے فکر مندی سے پوچھا۔ لیکن جواب ندارد۔

کیا ہوا ڈیڈ کھانا کیوں نہیں کھانا۔۔۔اب کی بار بُراق نے پوچھا۔

تمھاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔۔۔مہتاب صاحب کو لگا شاید طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے وہ خاموش ہے۔

ہاں کیوں۔۔۔۔اُس نے نہ سمجھی سے پوچھا۔

وہ تُم خاموش ہو نہ آج تبھی۔۔۔۔نارمل سا کہتے وہ پھر سے پیچھے ہو کر بیٹھ گئے۔

www.novelsclubb.com

آج مجھے صدمہ لگا ہے بہت بڑا اسی لیئے خاموش ہوں میں۔۔۔۔

کیسا صدمہ؟؟سب کے منہ کا سوال مہتاب صاحب نے کیا۔

آج آپ کے دونوں بیٹوں نے شادی کی دعوت کے نام پر مجھے لوٹا۔۔۔۔۔ماحول کو اچھا کرنے کے لیئے اُس نے بہانہ داغا۔

بہت دکھ ہوا مجھے۔۔۔۔مہتاب صاحب کے لہجے میں قدرے افسوس تھا۔

ہاں نہ ڈیڈ۔۔۔۔بُراق نے بھی اور ہمدردی سمیٹنی چاہی، باقی تینوں نے اس ڈرامے باز کو دیکھا جو بنا نقصان کے ہمدردیاں سمیٹ رہا ہے۔

ہاں بہت افسوس ہوا انہوں نے میرے بنا ہی تمھیں لوٹا۔۔۔بُراق کی ساری خوشی غلط ثابت ہوئیں وہ کیسے بھول گیا تھا کہ مقابل مہتاب سلطان ہے جو بُراق اور اپنے دشمن کے درمیان بھی اپنے دشمن کا ساتھ دے گا۔اپنے پاس سے آتی سب کی ہنسی

پر اُسے دل میں کہیں خوشی بھی ہوئی، خاص کر ماہنور اور زوِش کے چہرے پر ہنسی دیکھ کر اُسے اپنا مزاق بننا بھی اچھا لگا تھا۔

قیامت کا دن ہو گا جب مہتاب سلطان میرا ساتھ دیں گے۔۔۔۔ جل کر کہتے وہ دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

مہتاب صاحب کو بھی اُس سے تھوڑی سی بحث کرنے کے بعد اب سکون تھا اسی لیئے وہ خود بھی کھانے میں مصروف ہو گئے۔

*****

آج اتوار کا دِن تھا سب ہی گھر میں اپنے کسی نہ کسی مشغلے میں مصروف تھے۔ ایسے میں وہ سیڑھیوں سے اُترتا ہوا نیچے آیا۔ اپنے پیچھے کچن سے آتی ماہنور کی میٹھی آواز پر وہ رکا۔

بُراق۔۔۔۔ وہ چلتے ہوئے اُس کے قریب آئی۔

جیتنے پیار سے تُم میرا نام لیتی ہو نہ مجھے خود سے عشق ہونے لگتا ہے۔۔۔ازلی شوخ انداز۔

تُم اپنے علاوہ اور کسی کے بارے میں سوچتے بھی ہو؟؟ گہرے طنزیہ انداز میں اُس نے اِس خود پسند شخص سے پوچھا۔

ہاں تمھارے۔۔ مٹھاس بھرا جواب

زیادہ فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں تمھیں کچھ کہنے آئی تھی اور بھول گئی ۔۔۔اپنے ذہن پر زور دیتے وہ سوچنے لگی۔

مطلب میں اتنا خوبصورت ہوں کہ تُم مجھے دیکھ کر اپنی بات بھول گئی۔۔۔۔اپنے بالو میں ہاتھ پھیرتے اُس نے اترا کر کہا، ماہنور نے ایک ترچھی نگاہ اُس پر ڈالی۔

خوبصورت تو وہ واقعی ہے لیکن یہ بات اُسے بتا کر فری کیوں کروانا۔

خوش فہمیاں ہے تمھاری۔۔۔ لمحے میں وہ اُس کی خوش فہمیاں دور کر چکی تھی۔

ہاں یاد آیا، آج چھٹی کا دِن ہے اس لیئے سب ملازموں کو بھی چھٹی دے دی ہے تو زوِی نے بریانی بنانی ہے اور اُس کے لیئے کچھ چیزیں چاہیئے جو کہ موجود نہیں ہیں ۔۔۔وہ ٹھہر ٹھہر کر اُسے بتا رہی تھی جو غور سے اُس کی بات سن رہا تھا۔

توتمھیں مارکیٹ جاکر وہ کچھ چیزیں لانی ہونگی۔۔۔۔وہ یکدم چونکا۔

پھر سے کہنا شاید میں نے کچھ غلط سن لیا ہے۔۔۔کان اُس کے قریب کرتے اُس نے کہا۔

تُم نے کچھ غلط نہیں سنا، صحیح سنا ہے مارکیٹ جاؤ اور سامان لے آؤ۔

میں ؟؟ میں مارکیٹ جاؤ؟؟ بُراق نے اپنی طرف اشارہ کرتے حیرت سے پوچھا۔

اس میں اتنا حیران ہونے والی کونسی بات ہے ؟ تُم کبھی مارکیٹ نہیں گئے کیا۔

میں بُراق سلطان ایک بزنس مین ہو کر مارکیٹ جاؤ سامان لینے ؟؟ وہ اب تک صدمے میں تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اوہ مارکیٹ جانے سے تو بُراق سلطان کی شان میں گستاخی ہو جائے گی نہ۔۔

دیکھو بات کو سمجھو کسی اور کو بول دو سامان لے آئے گا۔۔۔

بُراق ڈرامے نہیں کرو۔۔۔

میری جان میں نہیں جا سکتا۔۔۔ بُراق نے پیار سے اُس کے گال تھپتھپاتے اپنی جان چھُڑوانی چاہی۔

تو تُم نہیں جا رہے؟؟ اُس کے انداز میں وارننگ تھی۔

کون پاگل ہو گا جو بیوی کی بات کو منع کرے گا۔۔۔اُس کے غصّے سے بھرے چہرے کو دیکھتے بُراق نے پل میں اپنا ارادہ بدلہ تھا۔

میں کہہ رہا تھا کہ میں آج اپنی گاڑی سے نہیں جا سکتا، لیکن کوئی بات نہیں زاویار کی گاڑی ہے نہ۔۔۔ تُم سامان کی لسٹ لاؤ میں گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔

گُڈ۔۔۔وہ زبردستی مسکرایا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب میں یعنی بُراق سلطان مارکیٹ جاؤ گا؟ حد نہیں ہو گئی یار، سب ڈرتے ہیں مجھ سے ایک یہ ہے کسی خاطر میں نہیں لاتی مجھے، خیر کیا کہہ سکتا ہوں بیوی ہے وہ میری۔۔۔اپنے آپ سے ہی بڑبڑاتے ہوئے وہ گاڑی کی طرف گیا۔

*****

وہ جو کب سے مہتاب سلطان اور ریحانہ بیگم کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا تھا گھر کے اندر کا حال جاننے کے لیئے وہاں سے اٹھتے وہ اندر آیا، باقی سب کے کچن میں موجود ہونے کی وجہ سے وہ بھی وہیں آیا، کچن میں بُراق کو خاموشی سے کھڑے دیکھ کر اُس نے عائشے سے اشاروں میں وجہ پوچھی جس پر اُس نے کندھے اچکائے۔

کیا ہوا ہے، کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟ آخر کار اُس نے زوِش سے پوچھ ہی لیا۔

میں بتاتی ہوں آپ کو۔۔۔ماہنور پٹ سے بولی۔

زوی نے آپ کے اس لاڈلے بھائی کو دھنیا لانے کو کہا تھا لیکن یہ، یہ لے کر آئے ہیں۔۔۔ماہنور نے سامنے سلیپ پر رکھی سبزی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا۔

اوہ بُراق تُم کتنے غائب دماغ ہو، تمھیں دھنیا لانے کو کہا تھا تُم یہ لے آئے۔ ۔۔۔زاویار نے بڑھ چڑھ کر رعب جھاڑنا شروع کیا۔

تمھیں دھنیا اور پودینہ میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔۔۔اب کی بار زوِش نے حیرت سے نظریں اُٹھا کر زاویار کو دیکھا عائشے اور ماہنور نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کنٹرول کرنی چاہی۔

اسے آج کھانا کھانے نہیں دینا جیسے دھنیا اور پودینہ میں فرق ہی نظر نہیں آتا، پتا نہیں کونسی دُنیا میں رہتا ہے یہ۔۔۔۔زاویار نے افسوس سے کہا۔

پھر تو آج میرے ساتھ آپ بھی بھوکے رہنے والے ہیں۔۔۔

کیوں؟؟

کیوں کے بھابھی نے کہا ہے یہ دھنیا یا پودینہ نہیں میتھی ہے۔۔۔اُس کے آرام سے بتانے پر زاویار نے زوِش کو دیکھا جو غصّے سے اُسے ہی گھور رہی تھی۔زاویار زبردستی مسکرایا۔

ہاں تو کوئی بات نہیں یار، غلطی انسانوں سے ہی ہوتی ہے۔اور دیکھو دیکھنے میں تو یہ بھی پودینے کے طرح ہی لگ رہی ہے۔۔۔اپنے آپ کو بچانے کے لیئے اُس نے سامنے رکھی میتھی کو پودینہ بنا دیا تھا۔

ہماری غلطی نہیں ہے ہم نے کبھی سبزیوں پر اتنا غور نہیں کیا۔۔۔زوش کی حیرت زدہ نظریں خود پر پا کر اُسے لگا اُس نے میتھی کو پودینے سے مشابہت دے کر زیادہ بڑی غلطی کر دی اسی لیئے خود کو بچانے کا ایک اور بہانہ بنایا۔

پانچ منٹ بعد وہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے سامنے بند پڑی ایل سی ڈی کو دیکھ رہے تھے۔

تُم مجھے بتا نہیں سکتے تھے کہ وہ پودینہ نہیں ہے۔۔۔زاویار نے بُراق سے پوچھا نظریں ابھی بھی سامنے ہی تھیں۔

آپ نے بتانے کا موقع ہی کب دیا تھا۔۔۔

پھر بھی تُم مجھے بولنے سے روک سکتے تھے نہ۔۔۔

تو آپ کو کس نے کہا تھا اتنا بولنے کا وہ بھی اُس جگہ جہاں سامنے رکھی چیز کے بارے میں معلومات ہی نہ ہو۔ کیا فائدہ ہمارے چھ انچ کے قد کا جب سُنّی ہم نے ان کی ہی ہے جو مشکل سے پانچ انچ کی بھی نہیں ہیں۔۔۔بُراق نے افسردگی سے کہا۔

بیٹا وہ جو پانچ انچ کی ہیں نہیں وہ ہماری بیویاں ہیں جن کی غلط بات پر بھی ہاں میں ہاں ملانا ہمارا فرض ہے اور اگر اُس پانچ انچ کی بیوی نے تمھاری یہ بات سن لی نہ تو تمھیں پورا دِن بھوکا رکھ سکتی ہے۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے ابھی کھانا مل جائے گا؟ بُراق نے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

۔

ہاں مل ہی جائے گا، اتنی بھی ظالم نہیں ہیں اب ہماری بیویاں۔۔

بھابھی ظالم نہیں ہے آپ کو تو مل ہی جائے گا لیکن میرا کیا ہوگا۔۔۔ بُراق کو اب نئے سرے سے ٹینشن ہونے لگی تھی اُس کا کیا بھروسہ وہ اسے بھوکا رکھنے سے گریز بھی نہیں کرتی۔

ٹینشن نہیں لو تمھارا بھائی ہے نہ۔۔۔ زاویار نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے حوصلہ دیا۔

ہاں وہی بھائی جو تھوڑی دیر پہلے مجھے بھوکا رکھنے کا آئیڈیا دے رہا تھا۔۔۔ بُراق نے اُس کا ہاتھ جھٹکا۔

وہ تو میں نے ایسے ہی کہا تھا تھوڑا رعب جھاڑنے کے لیئے۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

اور آپ کا رعب جھاڑنا آپ کو مہنگا پڑ گیا۔۔۔ بُراق نے ہنستے ہوئے اُس کا مذاق اڑایا۔

بھلائی کے لائق نہیں ہو تُم، اچھا ہو تمھاری بیوی تمھیں کھانا نہ دے۔۔۔۔۔ جل کر کہتے ہوئے وہ وہاں سے اُٹھ کر دوبارہ باہر چلا گیا۔ لیکن اپنے پیچھے بُراق کے قہقہے کی آواز اُسے دروازہ عبور کرنے تک سنائی دے رہی تھی۔

****

وہ دونوں لاہور کی اس بڑی عمارت کے باہر کھڑے تھے۔ جہاں شام کی ٹھنڈی ہواؤں کی وجہ سے موسم خوشگوار تھا۔ وہ دونوں شہر لاہور کے گاڑیوں کے شور سے ہوتے ہوئے بلڈنگ کے سامنے کھڑے تھے جہاں لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔ ماہنور اِرد گرد کا جائزہ لے رہی تھی جب کے بُراق ڈرائیور کو اُس کا بیگ نکالنے کا کہتے خود بھی اُس کے پاس آگیا۔

چلیں۔۔۔ اُس کا ہاتھ تھامتے اُس نے کہا۔

ہاں چلو۔۔۔۔۔ماہنور کے ایک ہاتھ میں چھوٹا سا ہینڈ کیری تھا جب کے اُس کا دوسرا ہاتھ بُراق نے پکڑا ہوا تھا۔بلڈ نگ کے اندر جاتے ہی سامنے لفٹ موجود تھی ۔لفٹ سے ہوتے ہوئے دونوں مطلوبہ فلور پر پہنچے۔فلور پر دائیں جانب کی طرف مڑتے وہ اپنے فلیٹ کے سامنے موجود تھے۔اپنی جیب سے چھوٹا سا کارڈ نکالتے اُس نے لوک کھولا اور اندر آتے فلیٹ کی لائٹ آن کی۔پورا فلیٹ روشنیوں میں نہا گیا، ماہنور کو یہ منظر کسی شاہکار سے کم نہ لگا تھا۔یہ چھوٹا سا تین کمروں پر مشتمل فلیٹ تھا لیکن جس طرز سے اسے سجایا گیا تھا وہ واقعی قابل تعریف تھا۔

یہ ہے ہمارا چھوٹا سا فلیٹ تُم صبح اسے دیکھ لینا ابھی جا کر فریش ہو جاؤ، کھانا میں نے آرڈر کر دیا ہے۔۔۔۔۔اُس سے بائیں جانب بنے کمرے کی طرف اشارہ کرتے اُسے فریش ہونے کو کہا اور خود بھی فریش ہونے چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

دونوں نے فریش ہونے کے بعد دونوں نے کھانا کھایا، پھر ماہنور ہاتھ میں چائے کے کپ لیئے کمرے میں آئی جہاں بُراق پہلے سے موجود لیپٹاپ میں مصروف تھا۔

چائے۔۔۔اس کی سائڈ ٹیبل پر چائے کا مگ رکھتی وہ خود بھی بیڈ پر اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔

تھینکس۔۔۔۔چائے کا مگ ہونٹوں سے لگاتے اُس نے کہا۔

تُم تھوڑی دیر پہلے پہنچے ہو سفر کر کے اور ابھی سے ہی آفس کے کام میں مصروف ہو گئے۔۔۔

ہاں میں سوچ رہا ہوں جتنا جلدی ہو سکے اپنا پینڈنگ کام مکمل کر کے صدیق کے حوالے کر دوں۔۔

www.novelsclubb.com

اچھا تُم تھکی ہوئی ہو گی تم سو جاؤ میں لائٹ آف کر دیتا ہوں۔ میرا تھوڑا وقت لگے گا اس کام میں تو میں باہر لاؤنج میں جا رہا ہوں۔۔۔ اُسے اُس کے آرام کا خیال تھا۔ اسی لیئے اُس نے کہتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا لیکن اپنے بازو پر ماہنور کے ہاتھوں کی پکڑ دیکھ کر اُس نے سوالیہ نظروں سے ماہنور کو دیکھا۔

تُم یہیں بیٹھ کر کام کر لو، میں سو جاؤں گی۔۔ اُس نے آہستگی سے کہا، اُسے اُس کے سینے پر سونے کی عادت سی ہو گئی تھی۔

لیکن تمھیں لائٹ میں نیند نہیں آتی۔۔۔

کوئی بات نہیں، میں سو جاؤں گی۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔ آہستگی سے مسکراتے ہوئے اُس نے روم کی لائٹ آف کرتے، سائڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کو آن کیا اور خود وہیں بیٹھ گیا۔ وہ بُراق کے ساتھ لیٹتے اُس کے بازو کو پکڑے تھوڑی ہی دیر میں تھکن ہونے کی وجہ سے نیند کی وادیوں میں اُتر گئی

www.novelsclubb.com

۔بُراق نے ایک نظر اپنے بازو پر رکھے اُس کے ہاتھ کو دیکھا پھر مسکراتی نیلی آنکھوں سے اُس کی بند آنکھوں کو دیکھا اور دوبارہ نظریں لیپ ٹاپ پر جما دیں۔

******

اندھیرے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی وہ پورے دھیان سے موبائل پر چلتی ویڈیو کو دیکھ رہی تھی۔موبائل کی روشنی اُس کے چہرے پڑ رہی تھی۔اُس کی آنکھوں میں چمک تھی۔اسٹڈی روم کا دروازہ کھلنے کی وجہ سے روم کا وہ حصّہ روشن ہوا اُس نے چہرہ اُٹھا کر اُپر دیکھا،زاویار کو دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں پھر سے چمک اُبھری وہ موبائل کو سائڈ پر رکھتی اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔

تُم سوئی نہیں ابھی تک۔۔۔اپنے ہاتھ میں پکڑے اپنے موبائل سکرین پر وقت دیکھتے اُس نے اُس سے پوچھا۔موبائل سائڈ ٹیبل پر رکھتے وہ خود بیڈ پر نیم دراز ہو گیا

۔

نہیں نیند نہیں آ رہی تھی۔۔

کیوں؟؟اُس کے اُسے دیکھتے ہوئے اپنا بازو پھیلایا، وہ اُس کے قریب آکر لیٹ گئی،

اُس کے بازو پر سر رکھتے زوِش نے اپنے ایک ہاتھ سے اُس کے گرد حصار بنایا۔

پتا نہیں۔۔۔

مجھے تُم سے کچھ بات کرنی ہے۔چہرہ اوپر کرتے زوِش نے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

سُن رہا ہوں میں۔۔۔

دو دن بعد نیل کی بائک ریس ہے۔۔

تو؟؟زاویار تھوڑا جھجھکا تھا لیکن چہرے کے تاثرات نارمل رکھے۔

www.novelsclubb.com

تو میں نے بھی جانا ہے۔۔۔وہ چونکا پھر اُس کے چہرے کو دیکھا۔

تُم نے کیوں جانا ہے؟

میرا دل کر رہا ہے۔

کس کے ساتھ جاؤ گی؟

ظاہر سی بات ہے تمھارے ساتھ۔

میں ؟نہیں میں نہیں جا سکتا۔

کیوں؟؟؟وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔

کیوں کہ اُس دن میں پورا دِن ہاسپٹل میں مصروف رہوں گا اس لیئے تمھارے ساتھ نہیں جا سکوں گا۔۔۔آنکھوں میں نیند کا خمار لیئے اُس نے وجہ بتائی۔

مجھے شوق ہے ایک بار اُسے سامنے سے ریس کرتے دیکھنے کا۔۔۔وہ اُداس ہوئی۔

اچھا ٹھیک ہے تُم اُداس نہیں ہو بُراق کے ساتھ چلی جانا۔

www.novelsclubb.com

سچی؟؟؟وہ خوشی سے چہکی۔

ہاں، لیکن دھیان رکھنا اپنا۔۔۔۔

ایک اور بات۔۔۔اُس نے اجازت طلب نظروں سے زوایار کو دیکھا۔

حکم۔۔۔اپنا بازو سر کے نیچے رکھتے وہ اب فرصت سے اُسے دیکھنے لگا۔

میں اپنی بائک پر جاؤں گی۔۔۔وہ جلدی سے بولی کہ کہیں بیچ میں ہی اُس کی بات نہ روک دے۔

اس کی وجہ جان سکتا ہوں؟

ایسے ہی۔۔۔اُس نے کندھے اچکائے جیسے اس بات کی کوئی خاص وجہ نہیں تھی اُس کے پاس۔

ٹھیک ہے لیکن خیال رکھنا اپنا، وہاں بہت ہجوم ہوتا ہے۔۔۔اپنے شوق کی وجہ سے اُس نے کم دونوں میں ہی بائک سیکھ لی تھی اس لیئے زاویار کو اُس کی بائک والی بات سے کوئی مسئلہ نہیں تھا اور پھر اُس کے ساتھ بُراق بھی تو جا رہا تھا اِس لیئے وہ اُس کی فکر سے آزاد تھا۔

اب میں سو جاؤں؟؟؟

ہاں۔۔۔۔زاویار نے اپنا بازو دوبارہ سے پھیلایا جس پر وہ اپنا سر رکھتی لیٹ چُکی تھی ۔اپنے دوسرے ہاتھ سے اُس کے بالو میں آرام آرام سے انگلیاں پھیرتا وہ اُسے نیند کی وادیوں میں اُتار چکا تھا۔

****

جاری۔۔۔

www.novelsclubb.com